ٹیلیفون نمبر ۹۱ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸۵
ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ٭ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا
روزنامہ الفضل قادیان
یوم جمعہ

مدینۃ المسیح

دہلی ۱۹ ماہ شہادت۔ رات کے پونے بارہ بجے بذریعہ فون اطلاع موصول ہوئی۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضور کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی طبیعت نزلہ اور سر کے چکر سے ناساز ہے صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائیں۔

مکرم میاں عبدالرحیم احمد صاحب کی صحت پہلے سے کچھ بہتر ہے لیکن پورے طور پر ابھی تک تشویش رفع نہیں ہوئی۔ احباب جماعت ان کی صحت و عافیت کیلئے خصوصیت سے دعائیں جاری رکھیں

قادیان ۲۰ اپریل۔ بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کو پہلے سے افاقہ ہے۔ احباب پوری صحت کے لئے دعا کریں ــــ خاندان حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ میں بفضل خدا خیریت ہے ــــ کل دوپہر سید عبدالحی صاحب آف منصوری نے اپنے بھائی زین العابدین

جلد ۳۲ | ۲۱ ماہ شہادت ۱۳۲۳ ہش | ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ | ۲۱ اپریل ۱۹۴۴ء | نمبر ۹۲

ملفوظات حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

فرمودہ ۱۴ اپریل بعد نماز مغرب

ایک رویا جو بہت جلد پورا ہوگیا

فرمایا:- بعض دفعہ اللہ تعالےٰ ایمان کی مضبوطی کے سامان بہت جلد پیدا کر دیتا ہے۔ گذشتہ دو دن چونکہ بارش ہوتی رہی تھی اس لئے میں بیٹھ نہ سکا۔ ہفتہ کے دن مغرب کی نماز کے بعد ہم یہاں بیٹھے تھے۔ اور میں نے دوستوں کو ایک رویا سنایا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ مرزا احسن بیگ صاحب آئے ہیں۔ اسی طرح پیر احسن الدین صاحب ڈپٹی کمشنر کے متعلق دیکھا۔ کہ انہوں نے مجھے بلا بھیجا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی تھی۔ کہ کوئی احسن بات ظاہر ہونے والی ہے۔ مگر خواب میں جب کسی شخص کے متعلق دیکھا جائے۔ کہ وہ آیا ہے۔ تو اس سے مراد بعض دفعہ اس سے تعلق رکھنے والا کوئی واقعہ بھی ہوتا ہے۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ میں نے پچھلے تیس۳۰ سال میں ایک دفعہ بھی مرزا احسن بیگ صاحب کو خواب میں دیکھا ہو۔ مگر ادھر میں نے یہ رویا دیکھا۔ اور اُدھر دوسری صبح یہ اطلاع آئی کہ مرزا احسن بیگ صاحب کی بیٹی قادیان آتی ہوئی گاڑی میں گم ہو گئی ہیں۔ مرزا افضل بیگ صاحب اپنے لڑکے کے رخصتانہ کے لئے وہاں گئے تھے اور وہ ان کی لڑکی کو رخصت کرکے لا رہے تھے۔ کہ راستہ میں گاڑی کا وہ حصہ جس میں مستورات سوار تھیں۔ ریلوے والوں نے کاٹ کر کسی اور گاڑی کے ساتھ لگا دیا۔ اور وہ گاڑی دوسری طرف چلی گئی۔ پس مرزا احسن بیگ صاحب کا رویا میں آنا درحقیقت یہی تعبیر رکھتا تھا۔ پھر

ایک واقعہ کا نظارہ رویا میں

اُدھر یہ واقعہ ہُوا۔ اور اِدھر آج رات ہی مجھے رویا میں یہ تمام نظارہ دکھایا گیا اب تو مرزا افضل بیگ صاحب آچکے ہیں۔ لیکن مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ آرہے ہیں۔ اور نہ مجھے یہ معلوم تھا۔ کہ کہاں یہ واقعہ ہُوا۔ مگر آج رات جبکہ میں نے ان کے لئے دعا کی۔ تو مجھے دکھایا گیا۔ کہ اصل واقعہ یہ ہُوا ہے۔ کہ ایک سٹیشن پر ان کی گاڑی کٹ کر کسی اور طرف لگ گئی ہے۔ اور جدھر وہ آرہے تھے اس کی بجائے مشرق کی طرف چلی گئی ہے۔ چنانچہ آج دوپہر دو بجے کے قریب ان کے محلہ کی ایک عورت ہمارے گھر میں آئی۔ اور اس نے ذکر کیا۔ کہ وہ لوگ رات ۱۲ بجے آگئے ہیں۔ اور واقعہ یوں ہُوا تھا۔ کہ ریلوے والوں نے گاڑی کا وہ حصہ کاٹ کر ایک دوسری گاڑی کے ساتھ لگا دیا۔ جو آگرے کو چلی گئی۔ اس طرح مرزا افضل بیگ صاحب تو دہلی پہنچ گئے۔ اور ان کی بہو آگرے جا پہنچیں۔ میں نے بھی یہی دیکھا تھا۔ کہ گاڑی کٹ کر مشرق کی طرف چلی گئی ہے۔ اس طرح دونوں خوابیں پوری ہو گئیں۔ گاڑی کا کٹ جانا بھی پورا ہو گیا۔ اور مرزا احسن بیگ صاحب کا آنا بھی پورا ہو گیا۔ کیونکہ ان کی بیٹی آگرہ سے مل گئی۔ اور قادیان پہنچ گئی۔

مبارک القاء

فرمایا:- پرسوں صبح میری آنکھ کھلی۔ تو میرے دل پر یہ الفاظ بطور القا جاری تھے۔ کہ

یداللہ فوق ایدیھم
یداللہ فوق ایدیھم

اللہ بہتر جانتا ہے۔ کہ کس کے متعلق ہیں۔ مگر یہ الفاظ ہیں بہت مبارک۔ اس آیت کا پہلا حصہ نہیں تھا۔ صرف اتنا ہی فقرہ تھا۔ کہ یداللہ فوق ایدیھم۔ یداللہ فوق ایدیھم۔

آیات قرآنی کا مصلح موعود کی پیشگوئی سے گہرا تعلق

فرمایا:- آج صبح میں قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہوئے سورہ بنی اسرائیل کا وہ حصہ پڑھ رہا تھا جس میں عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودًا کے الفاظ آتے ہیں۔ جب میں اس آیت پر پہنچا۔ تو مجھے ایک عجیب بات نظر آئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مصلح موعود کے متعلق جو پیشگوئی فرمائی ہے۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ مجھے اس کا نام محمود بتایا گیا ہے۔ دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی سلسلہ میں یہ بھی الہام ہُوا۔ کہ جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ اور یہ آیت مقاماً محمودًا والی آیت کے ساتھ ہی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودًا۔ وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا۔ وقل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ گویا مقاماً محمودًا کے سلسلہ میں ہی یہ تمام آیتیں ہیں۔ پھر اس کے ساتھ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق کے الفاظ سفر پر دلالت کرتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہ پیشگوئی سفر کی حالت میں فرمائی۔ اور مجھ پر بھی یہ انکشاف سفر میں ہی ہُوا۔ پس ایک طرف مقاماً محمودًا کے الفاظ آتے ہیں۔ جن میں لفظ محمود کی طرف اشارہ ہے۔ دوسری طرف ادخلنی مدخل صدق کے الفاظ ہیں جو سفر پر دلالت کرتے ہیں۔ اور تیسری طرف جاء الحق و زھق الباطل کے الفاظ ہیں جو حق کی اشاعت اور باطل کے مٹ جانے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور یہ سب امور مصلح موعود والی پیشگوئی

ایڈیٹر:- غلام نبی
بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

میں بھی پائے جاتے ہیں۔ پس ان آیات کا مصلح موعود کی پیشگوئی کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اسی سلسلہ میں ایک اور انکشاف اللہ تعالےٰ نے مجھ پر یہ فرمایا۔ کہ آگے چل کر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کلما خبت زدنٰھم سعیرا۔ تفسیر کبیر میں میں نے اس کے اور معنے کئے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اب اس آیت کے ایک اور لطیف معنے مجھے سمجھائے ہیں۔ تفسیر کبیر میں میں نے لکھا ہے۔ کہ یہاں تقلیب نسبت ہے۔ یعنی آگ کم نہیں ہوگی۔ بلکہ بعض دفعہ کوئی مصیبت زیادہ دیر رہے۔ تو چونکہ حس مٹ جاتی ہے اس لئے اس جگہ ایسی ہی کیفیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ ان کی عذاب محسوس کرنے والی حس کمزور ہو جائے گی۔ اور پھر ہم اس حس کو تیز کر دیں گے۔ جیسے دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کلما نضجت جلودھم بدلنٰھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب (النساء ع ۸) کہ جب کبھی ان کی حس کم ہو جائے گی۔ تو ہم ان کی جلد کو بدل دیں گے۔ تاکہ وہ عذاب کو اچھی طرح محسوس کریں۔ یہی معنے اس آیت کے ہیں۔ اور صرف تقلیب نسبت سے کام لیا گیا ہے۔ جیسے کہتے ہیں پرنالہ چلتا ہے۔ حالانکہ مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ پرنالہ میں پانی چلتا ہے۔ پس اس آیت کے یہ معنی نہیں۔ کہ آگ کسی وقت کم ہو جائے گی اور پھر اس کو بھڑکا دیا جائے گا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ جب ان کی حس مردہ ہو جائیگی۔ اور عذاب برداشت کرتے کرتے ان کے جسموں کو ایک طرح کی عادت ہو جائیگی۔ اور وہ پہلی حالت سے کسی قدر کم عذاب محسوس کریں گے۔ تو ہم ان کے احساسات کو پھر تیز کر دیں گے۔ اور وہ پھر پہلی سی شدت اور تکلیف محسوس کرنے لگ جائیں گے۔ یہ معنے ہیں جو میں نے تفسیر کبیر میں کئے ہیں۔

قیامت کے معنی

لیکن آج اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے اس کے ایک اور معنے مجھ پر کھولے۔ اور وہ یہ کہ مسلمانوں سے ایک بڑی بھاری غلطی یہ ہوئی ہے۔ جس کا

بڑا خمیازہ بھی انہیں بھگتنا پڑا۔ کہ قرآن کریم میں جہاں بھی قیامت کا لفظ انہوں نے دیکھا۔ اس سے انہوں نے لوگوں کی موت کے بعد آنے والی قیامت پر چسپاں کر دیا۔ حالانکہ قیامت کا لفظ قرآن کریم میں تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ کبھی کسی نبی کی بعثت اور اس کی کامیابی کے متعلق یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ کبھی دشمنان اسلام کی تباہی کے متعلق استعمال ہوتا ہے۔ اور کبھی اس سے وہ قیامت مراد ہوتی ہے۔ جسے عرف عام میں قیامت کہا جاتا ہے مگر مسلمانوں نے ایسی غلطی کی۔ کہ انہوں نے اصرار کے ساتھ قیامت کے صرف ایک ہی معنے سمجھے۔ اور کوئی معنے انہوں نے نہ لئے۔ پرانے صوفیاء کے کلام میں یہ معنے پائے جاتے ہیں۔ اور ان کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اس حقیقت کو سمجھتے تھے۔ کہ ہر جگہ قیامت سے مراد قیامت نہیں۔ لیکن ظاہری علماء اس سے مراد ہمیشہ قیامت ہی لیا کرتے تھے حالانکہ قرآن کریم میں جہاں جہاں قیامت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے بعض جگہ قیامت مراد ہے۔ اور بعض جگہ نہیں۔

بہائیوں نے مسلمانوں کی اس غلطی سے جتنا فائدہ اٹھایا۔ اور کسی قوم نے نہیں اٹھایا بہاء اللہ نے چونکہ خود دعوےٰ کیا ہوا تھا۔ اور اسے دلائل کی ضرورت تھی۔ اس لئے جب اس نے قرآن کریم پر غور کیا۔ تو اسے کئی ایسی آیتیں مل گئیں۔ جہاں قیامت کا لفظ تو آتا ہے۔ مگر وہ اگلے جہاں پر چسپاں نہیں ہو سکتیں۔ پس وہ آیتیں اس نے اپنے اوپر چسپاں کر لیں۔ اور چونکہ بعض آیتوں سے یقینی طور پر مرنے کے بعد جو قیامت آنے والی ہے۔ وہ مراد نہیں لی جا سکتی تھی اس لئے مولویوں کو شکست ہونی شروع ہوئی اور لوگوں نے بہائیت کی طرف مائل ہونا شروع کر دیا۔ حالانکہ اصل بات جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے یہ ہے۔ کہ قیامت کا لفظ قرآن کریم میں تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے کبھی انبیاء کی بعثت اور ان کی ترقی کو قرآن کریم قیامت قرار دیتا ہے۔ کبھی دشمنان دین کی تباہی اور بربادی کو اس نے قیامت قرار دیا ہے۔ اور کبھی قیامت سے قیامت ہی مراد ہوتی ہے۔ سیاق و سباق دیکھ کر پتہ

لگ جاتا ہے۔ کہ اس آیت میں کونسے معنے مراد ہیں۔

قیامت سے مراد اسلام کی ترقی اور کفار کی تباہی بھی ہے

آج مجھ پر اس آیت کے متعلق بھی یہ بات واضح کی گئی۔ کہ یوم القیامۃ کے الفاظ جو اس آیت میں استعمال کئے گئے ہیں۔ ان سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترقی۔ اسلام کا غلبہ اور کفار کی تباہی کی مراد ہے۔ دوسری قیامت مراد نہیں۔ چنانچہ دیکھ لو پہلے مقام محمود کا ذکر کیا۔ جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کی ترقی کی طرف اشارہ ہے۔ پھر جاء الحق وزھق الباطل کے الفاظ استعمال کئے۔ اور پھر یوم القیامۃ کا ذکر کیا۔ پس یہاں قیامت سے مراد اسلام کی ترقی اور کفار کی تباہی ہے۔ وہ قیامت مراد نہیں جو مرنے کے بعد آئے گی۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے مضمون یہ بیان کیا ہے کہ اسلام کی کفار سے کئی جنگیں ہونگی۔ اور ہر جنگ جب ختم ہوگی۔ اسلام کی فتح اور کفار کی شکست کے ساتھ ختم ہوگی۔ پس جب بھی کوئی اسلامی جنگ ختم ہوئی زدنٰھم سعیرا۔ کفار اور زیادہ جلیں گے۔ کہ ہم تو چاہتے تھے۔ کہ اسلام مٹ جائے مگر یہ تو اور زیادہ بڑھ گیا۔ پھر کوشش کرینگے کہ مسلمانوں سے ایک اور جنگ کریں اور انہیں مٹا دیں۔ مگر پھر جب وہ نئی لڑائی ختم ہوگی اس طرح ختم ہوگی۔ کہ مسلمان فاتح ہوں گے۔ اور ان کے دشمن مغلوب ہونگے پس یہ دیکھ کر زدنٰھم سعیرا ان کے دل کی آگ اور زیادہ بھڑک اٹھیگی اور وہ اور زیادہ جلیں گے۔ کہ یہ کیا ہو گیا۔ ہم تو چاہتے تھے اسلام مٹ جائے مگر یہ تو اور بھی پھیل گیا۔ اللہ تعالےٰ نے کلما خبت زدنٰھم سعیرا میں یہ بتایا ہے۔ کہ جب بھی ایک لڑائی ختم ہوگی۔ ان کے دل کی آگ اور زیادہ بھڑک اٹھے گی۔ کیونکہ وہ شکست کھا چکے ہونگے۔ اور اسلام پہلے سے بھی زیادہ غالب آ چکا ہوگا۔ دنیا میں دل کی آگ ہی ایک ایسی آگ ہے۔ جو لڑائی کے ختم

ہونے پر کم نہیں ہوتی۔ بلکہ پہلے سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب دشمن کو شکست ہو۔ اس کے منصوبے خاک میں مل جائیں۔ اس کی تدبیریں رائیگاں چلی جائیں۔ اور اسے اپنی ہر کوشش میں ناکامی اور نامرادی کا مونہہ دیکھنا پڑے۔ تو اس کے دل کی آگ بڑھ جاتی ہے۔ ظاہری لڑائی بے شک اس وقت نہیں رہتی۔ مگر باطن کی آگ اور زیادہ بھڑک اٹھتی ہے۔

کلما کا لفظ بھی بتا رہا ہے۔ کہ متواتر اور مسلسل اسلام اور کفر کی جنگ ہوگی۔ بار بار اسلام کی جنگیں ہونگی۔ بار بار دشمن شکست کھائے گا۔ اور بار بار وہ اپنے دل میں جلے گا۔ کہ مجھے اور شکست ہوئی مجھے اور ذلت پہنچی۔ گویا ہر لڑائی کے بعد باہر کی آگ تو کم ہو جائے گی۔ مگر ان کی اندرونی آگ اور زیادہ تیز ہو جائیگی

آگ سے مراد لڑائی کی آگ بھی ہے

ایک دوسری جگہ بھی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کلما اوقدوا نارا للحرب اطفأھا اللہ یعنی بار بار جنگ کی آگ کفار بھڑکائیں گے۔ مگر اللہ تعالےٰ اسے بجھا دیگا اس آیت سے ثابت ہے۔ کہ آگ سے مراد لڑائی کی آگ بھی قرآن کریم میں لی گئی ہے۔ اور کلما جنت میں اس لڑائی کی آگ کی طرف اشارہ ہے۔ اور زدنٰھم سعیرا میں ان کے دلوں کی آگ یعنی حسد اور بغض مراد ہے۔ جو ہر جنگ کے خاتمہ پر کم ہونے کی بجائے اور بڑھ جاتا تھا۔ اور لڑائی کی آگ کا بجھنا ان کے دلوں کی تسکین کا موجب نہیں ہوتا تھا بلکہ ان کے دلوں کی آگ اور بھی بھڑک اٹھتی تھی۔

فرمایا محمود ہمیشہ وہی ہوتا ہے جو فاتح ہو اور جسکا دشمن شکست کھا جائے۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ جب کفار سے جنگ ہوتی تو بعض کمزور مسلمان یہ کہتے کہ لو نعلم قتالا لاتبعنٰکم۔ اگر لڑائی ہوتی۔ تو ہم چل پڑتے۔ مگر یہاں تو اپنے آپ کو صریح موت کے مونہہ میں ڈالنے والی بات ہے۔ لیکن پھر جب وہ فتح حاصل کر کے واپس آتے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہوتی۔ کہ آپ نے جو کچھ کہا تھا ٹھیک ثابت ہوا

صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سلمہ ربہ کا مضمون پڑھکر

جس روز حضرت سیدہ ام طاہر احمد مرحومہ مغفورہ کی روح ان کے جسد عنصری سے پرواز کرنے والی تھی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا لاہور سے فون آیا۔ کہ حالت سخت تشویشناک ہے۔ اور پیش آمدہ حالات کے پیش نظر طاہر احمد کا خیال رکھا جائے۔ "طاہر احمد" ہاں اس طاہری کو جس کی امی کی ہدایات کے ماتحت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے سپرد کیا گیا تھا۔ چونکہ وہ ان دنوں میٹرک کا امتحان دے رہا تھا۔ اسلئے اسے اپنی امی کی نازک حالت سے بیخبر رکھنے کی کوشش کی گئی۔ چونکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب خود بھی اس روز لاہور تشریف لے گئے تھے۔ "طاہر" کو حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا گیا۔ اور خاکسار جس کو طاہر احمد کا استاد بلکہ ایک لحاظ سے ٹیوٹر ہونے کا فخر حاصل ہے۔ حضرت میر صاحب کے ارشاد کے ماتحت خاص طور پر تا اطلاع ثانی طاہر کی نگرانی پر مقرر ہوا۔ اور یہ قرار پایا۔ کہ میں صاحبزادہ کے ساتھ ہی رہوں۔

اس اثنا میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا دوبارہ فون آچکا تھا۔ کہ طاہر احمد کو لاہور پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔ اس کے لئے جب تیاری کی جا رہی تھی۔ تو طاہر احمد نے اس خاموش اور تشویشناک فضا کو بھانپا۔ مگر صبر اور سکون کے ساتھ طیاری میں معروف ہوگیا دوسرے روز صبح ریاضی کا امتحان تھا لاہور جانے کی سبب تیاری شروع کی۔ تو اس خواہش کا بھی اظہار کیا۔ کہ بشارت الرحمٰن صاحب کو ان کے ساتھ موٹر میں بھیج دیا جائے۔ تاکہ راستہ میں امتحان کی تیاری ہوتی رہے۔ ابھی موٹر کا انتظام ہو ہی رہا تھا۔ کہ لاہور سے فون آگیا۔ کہ اب لاہور آنے کی ضرورت نہیں۔ "امی" کی اس قدر تشویشناک حالت اور طاہر کا اس عمر میں اتنا بڑا صبر اور امتحان کی تیاری میں مصروفیت۔ اس کو کوئی ایسا شخص ہرگز باور نہیں کرسکتا۔ جس کو طاہر احمد کو زیادہ قریب سے دیکھنے کا موقعہ نہ ملا ہو۔ اس روز اور اس سے قریب کے پہلے چند ایام میں جب کبھی طاہر سے پوچھا جاتا۔ "میاں امی کا کیا حال ہے"؟ اس سوال سے کچھ پریشان تو ہو جاتا۔ لیکن جواب میں کبھی مایوسی کا اظہار نہ کرتا۔ اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ اس میں بہت حد تک حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تربیت اور حکمت کا بھی دخل ہے۔ جو ان دنوں ہر وقت سوائے امتحان اور اس کے لئے تیاری کے اوقات کے طاہر کو اپنے پاس ہی رکھتے۔ اور نہایت احسن طریق سے طاہر احمد کو پیش آنے والے حالات کے لئے تیار فرما رہے تھے ....

جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب۔ بشارت الرحمٰن صاحب صاحبزادہ طاہر احمد اور خاکسار طاہر احمد کے کمرہ میں بیٹھے تھے طاہر احمد ریاضی کی تیاری کر رہا تھا۔ کہ کسی عورت نے باہر صحن میں آکر روتے ہوئے کہنا شروع کر دیا۔ کہ آپا جان فوت ہوگئیں۔ وفات تو یقیناً ہو چکی تھی۔ لیکن ہم طاہر احمد کو فوراً بغیر اس کے کہ وہ ذہنی طور پر اس خبر کو سننے کے لئے تیار ہو۔ یہ اطلاع نہ دینا چاہتے تھے۔ ہم نے اس عورت کو کہہ سنکر صحن سے باہر بھیجدیا۔ اور اپنے طور پر اس کی خبر پر گفتگو کرنے لگے۔ بشارت الرحمٰن صاحب نے چند منٹ کے بعد مجھے کمرہ سے باہر طلب کرکے یہ اندوہناک خبر سنادی۔ اور میں نے جناب شاہ صاحب سے ذکر کیا۔ کہ اب طاہری کو اس خبر کے سننے کے لئے تیار کر دینا چاہیئے۔ شاہ صاحب موصوف نے اشاروں اشاروں میں کچھ بات کی۔ اس اثناء میں نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا طاہر احمد نے وضو کیا۔ اور مسجد میں نماز کے لئے چلا گیا۔ پھر وہاں سے گھبرایا ہوا آیا کیونکہ اس وقت اس کی تلاش ہو رہی تھی۔ دیوار پھاند کر اپنی امی کے بالائی صحن میں اترا اور پوچھا کہ کیا بات ہے۔ سید ولی اللہ شاہ صاحب کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اور کہا کہ فوت ہوگئیں۔ طاہر خاموشی اور سکون کا مجسمہ بن کر تخت پوش پر بیٹھ گیا۔ اور اس قدر صبر کا مظاہرہ کیا۔ کہ مجھے خیال آیا۔ ایسا نہ ہو کہ غم اندر ہی اندر ان کو زیادہ تکلیف دے۔ اس لئے ہم نے یہ کوشش کی۔ کہ طاہر تھوڑا بہت رو لے۔ طاہر بھی اب بھر چکا تھا اور ایک حد تک آنسو بہا کر اپنی امی ہاں اس امی کو جس کو ایک جہاں رو رہا تھا یاد کیا۔ اور کہا کہ مجھے دو تین مرتبہ ایسی خوابیں آچکی ہیں۔ جن سے یہی ظاہر ہوتا تھا۔ کہ بس امی فوت ہو جائیں گی۔ ابھی چند روز ہوئے مجھے خواب میں امی نے کہا۔ کہ میں اس چراغ کی طرح ہوں۔ جو بجھنے سے پہلے ڈگمگا رہا ہو۔

جس قدر صبر و قار اور رضا جوئی کا طاہر نے اظہار کیا۔ اس کی مثال کم از کم میرے مشاہدہ میں کبھی نہیں آئی۔ اور یہ اس تربیت کا اثر ہے۔ جو اس کی امی نے کی۔ رات کو اس کی امی کا جنازہ آگیا۔ اس وقت یہ میرے پاس نہ تھے۔ اس لئے مجھے ان کی کیفیت کا علم نہیں۔ صبح ریاضی کا امتحان تھا۔ میں مکان پر حاضر ہوا معلوم ہوا رات وہ سید ولی اللہ شاہ صاحب کے ہاں چلے گئے تھے۔ وہاں پہنچا تو دیکھا امتحان کی تیاری کر رہے ہیں جب امتحان کا وقت ہوا تو ہمارے ساتھ امتحان کے کمرہ میں آئے۔ دروازہ پر چند بزرگ کھڑے تھے۔ ان سے مصافحہ کیا۔ اور امتحان میں شریک ہوگئے۔ جس بچہ نے دن رات اس قدر غم اور پریشانی میں گزاری ہو۔ امتحان کے کمرہ میں اس کا امتحانی معیار پر پورا اترنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ لیکن جس قدر اپنے نفس پر قابو پانے اور اپنے حالات پر اقتدار حاصل کرنے کی طاہر نے کوشش کی۔ میرے نزدیک وہ ہمارے لئے قابل تقلید ہے۔

صاحبزادہ طاہر احمد (جن کو میں فرط محبت سے طاہری کہہ رہا ہوں۔) میں متذکرہ صفات کے علاوہ خدا کے فضل سے اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں۔ سر دست میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ مہمان نوازی اور دوست نوازی ان کی فطرت کا خاص خاصہ ہے۔ بزرگوں کا ادب اور اساتذہ کا مناسب لحاظ اور اس کے مطابق ان سے گفتگو کرنے میں بھی طاہر ممتاز ہیں۔ ان کا مضمون "میری امی" جو شائع ہوا ہے۔ ان کی قابلیت کا مظہر ہے۔ اور جن دوستوں نے بھی یہاں یا اسلامیہ کالج لاہور کے انعامی تقریری مقابلہ میں فروری میں ان کی تقریر سنی۔ وہ اس میدان میں بھی ان کی شاہسواری کے امکانات کو بھانپ سکتے ہیں۔ میرے لئے تو طاہر کی تلاوت قرآن کریم ہی جو وہ اپنے قابل فخر عالم باپ کی طرح کرتے ہیں کافی سے زیادہ دل لبھانے والی ہے۔ نمازوں میں سستی کا واقعہ جو طاہر نے خود بیان کیا ہے۔ اپنے اندر کچھ انکسار کا رنگ بھی رکھتا ہے۔ کیونکہ اگرچہ رات کو دیر تک پڑھنے کی وجہ سے بعض اوقات وہ صبح کی نماز باجماعت باوقت نہ پڑھ سکے ہوں۔ لیکن باوجود صغرسنی کے جس قدر خشوع و خضوع اور تضرع اور گریہ زاری سے وہ نماز ادا کرتے ہیں۔ وہ ان کے والد ماجد اور جد امجد علیہ السلام کی صداقت پر ایک زبردست دلیل ہے۔

الغرض طاہر نے اپنی امی اور ابا کے بہت سے اوصاف و محاسن سے معتدبہ حصہ پایا ہے۔ خدا تعالےٰ انہیں ہر لحاظ سے اپنی مرحومہ والدہ ماجدہ کی دعاؤں کا اہل بنائے۔ آمین

خاکسار محمد ابراہیم آف تعلیم الاسلام ہائی سکول

قابل تقلید مالی قربانی

محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ بیوہ حکیم احمد الدین صاحب شاہدرہ نے اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ مبلغ ۲۲۵۸ روپے میں فروخت کرکے اس رقم کا ۱/۳ حصہ وصیت -/۷۵۲ نقد ادا کر دیا ہے۔ اب ان کے ذمہ جائداد میں سے کوئی بقایا نہیں۔ اللہ تعالےٰ موصیہ کو ان نیکیوں میں بھی سبقت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر کرے۔ سکرٹری بہشتی مقبرہ

سیدہ حضرت آپا جان اُمّ طاہر احمد صاحبہ رضی اللہ عنہا

پچھلے چار ماہ سے ساری جماعت میں حضرت ام طاہر احمد صاحبہ کی علالت کی وجہ سے دعاؤں کا سلسلہ خاص طور پر جاری تھا۔ ان ایام میں حضرت آپا جان کی صحت کے لئے دعا کرنا ہماری عادتِ ثانیہ بن چکا تھا۔ ہمارا ملازم جب صبح ڈاک لے کر آتا۔ تو میری والدہ ماجدہ کا پہلا سوال یہی ہوتا۔ کہ ام طاہر احمد صاحبہ کی طبیعت کیسی ہے؟ اگر خبر خوشکن ہوتی۔ تو شکر ہے شکر ہے کہتی ہوئی ناشتہ وغیرہ کا انتظام کرنے چلی جاتیں۔ لیکن اگر اطلاع تشویشناک ہوتی۔ تو میرے والد صاحب دبی زبان سے کہتے۔ طبیعت میں کوئی خاص فرق نہیں۔ تم سب دعائیں خاص طور پر کرو۔ اور لحمات کو غربا کو کھانا کھلادو۔ میری والدہ اچھا کہہ کر غمزدہ دل پر ایک اور غم کا بوجھ لئے بیقراری سے رب کل شيء خادمك پڑھتی ہوئی واپس لوٹ جاتیں ہر روز ابا جان آدمی بھیج کر پوسٹ آفس سے ڈاک منگوا لیتے۔ تا جلدی معلوم ہو۔ کہ اب حضرت آپا جان کی حالت کیسی ہے ابا جان اخبار پڑھکر کہتے میرا دل گواہی دیتا ہے۔ کہ حضرت ام طاہر احمد صاحبہ کو انشاء اللہ صحت ہوگی۔ ابا جان کے یہ الفاظ ہمارے فکر و غم کو بہت کچھ ہلکا کر دیتے پچھلے دنوں میرا ارادہ ہو گیا تھا۔ کہ امتحان کی تیاری کروں۔ اتفاق سے جس روز میں نے پڑھنا شروع کیا۔ اُسی روز ابا جان ہاتھ میں الفضل لئے بڑی پریشانی اور اضطراب کی حالت میں آئے۔ میں انکی غمزدہ حالت دیکھکر بہت گھبرائی۔ کیونکہ پچھلے چھ ماہ کے عرصہ میں ہمارے گھر میں دو۔ دردانگیز حادثات ہو چکے ہیں۔ ایک میری ہمشیرہ صادقہ بیگم صاحبہ جنکی جوانا مرگ سے ماں باپ اور بہن بھائیوں کو سخت صدمہ پہنچا۔ دوسرے ہمشیرہ مرحومہ کی چھوٹی بچی جو صورت اور سیرت میں اپنی ماں کی تصویر تھی۔ اچانک ایک حادثہ سے فوت ہو گئی۔ میں نے اپنے والد صاحب کو پریشان دیکھ کر بے چینی سے پوچھا۔ ابا خیریت تو ہے۔

انہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ حضرت ام طاہر احمد صاحبہ کی حالت زیادہ خراب ہے۔ میں وضو کر کے دعا کرنے آیا ہوں۔ میں نے رکتے ہوئے پوچھا۔ ابا جان خدانخواستہ بہت زیادہ خراب تو نہیں۔ ابا جان نے کہا۔ لکھا ہے۔ زبان بند ہے۔ یہ سنتے ہی میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ خدا جانتا ہے۔ غم کی وجہ سے مجھ سے بولا نہیں جاتا تھا۔ میں نے والد صاحب سے کہا۔ کہ میں لاہور جانا چاہتی ہوں۔ ابا جان نے کہا۔ ہاں ضرور جانا۔ کل کسی ساتھ جانیوالے کا انتظام کر کے بھیجدوں گا۔ مگر میرا دل چاہے کہ پر ہوں۔ تو ابھی اُڑ کر پہنچ جاؤں۔ میں نے اصرار کیا۔ کہ لاہور نزدیک ہی تو ہے۔ میں اکیلی چلی جاتی ہوں۔ اتفاق سے میرے چچا لاہور جا رہے تھے۔ میں نے ان کا جانا غنیمت سمجھا۔ اور ان کے ساتھ تیار ہو گئی۔ جاتے وقت خادمہ نے پوچھا۔ لاہور کیوں جا رہی ہیں۔ میں نے کہا۔ میری آپا جان بیمار ہیں۔ ان کو دیکھنے جا رہی ہوں۔ تم دعا کرنا۔ کہ میں جاؤں تو ان کی طبیعت اچھی ہو۔ پھر آ کر میں تمہیں انعام دوں گی۔ سفر میں بہت بے چینی رہی۔ سارا وقت دعا کرتی رہی۔ کبھی رب کل شيء خادمك پڑھتی۔ کبھی یہ الفاظ دُہراتی۔ کہ خدایا میں جاکر آپا جان کو اچھی حالت میں دیکھوں۔ پھر دل میں وہم پیدا ہوا۔ کہ چونکہ مومن کی مرنے کے بعد کی حالت اچھی ہوتی ہے۔ اس لئے مجھے یہ دعا نہیں کرنی چاہیئے۔ پھر میں نے یہ دعا کرنی شروع کی۔ کہ اے قادر خدا تو آپا جان کی عمر میں برکت دے۔ ان کو لمبی زندگی عطا فرما۔ ان کی بیماری دُور فرما۔ اور ان کا سایہ دیر تک ہمارے سر پر سلامت رکھ۔ اسی حالت میں کوئی پونے بارہ بجے رات کو ٹمپل روڈ پر ہم پہنچے۔ میرے چچا جان نے دروازے پر دستک دی۔ اور میرے کان مبارک خبر سننے کے مشتاق تھے۔ اور میری منتظر نگاہیں اپنی آپا جان کے رُخِ انور کو دیکھنے کے لئے بیتاب تھیں۔ مگر باوجود اس کے میرے دل پر

اداسی چھائی ہوئی تھی۔ مجھے وہاں کی ساری فضا سُونی سُونی معلوم ہوتی تھی۔ میں گھبرائی۔ کہ میری حالت ایسی کیوں ہو رہی ہے۔ یہی سوچ رہی تھی۔ کہ دروازہ کھولنے کے لئے ایک بزرگ آئے۔ جن کی چال سے مایوسی ٹپکتی تھی۔ اور بہت اداس معلوم ہوتے تھے۔ یہ دیکھ کر میری گھبراہٹ میں اور اضافہ ہُوا۔ انہوں نے آ کر فرمایا۔ آپ کہاں سے آئے ہیں اور کس سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ کہ صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ سے ملنا ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ وہ سب تو حضرت صاحب کے ساتھ قادیان چلے گئے میں نے جلدی سے پوچھا حضرت آپا جان کی طبیعت کیسی ہے؟ آہ! مُنہ زیب نہیں دیتا کہ کہوں۔ اُن کا جواب کیا تھا۔ ان کا جواب دل پر بجلی بن کر گرا اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ وفورِ غم سے میں کچھ نہ بول سکی۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہو گیا۔ اور سارا بدن کانپ رہا تھا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھتی ہوئی واپس آ گئی۔ اس وقت کی حالت کا اندازہ دردمند دل ہی کر سکتے ہیں میرے پاس وہ الفاظ نہیں۔ کہ بیان کر سکوں۔ میں نے ارادہ کیا کہ رات ویٹنگ روم میں ٹھہروں۔ اور صبح کی گاڑی سے قادیان چلی جاؤں۔ مگر میرے چچا نے کہا۔ کہ

ویٹنگ روم کی بجائے گھر میں رہو۔ صبح کی ٹرین سے چلی جانا۔ میری بدنصیبی کہ صبح کی ٹرین مس ہو گئی۔ اور میں اپنی آپا جان کا آخری دیدار بھی نہ کر سکی۔

کچھ دنوں بعد قادیان گئی۔ اور دعا کے لئے بہشتی مقبرہ پہنچی۔ سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ مرحومہ مغفورہ کا مزار مبارک دیکھکر دل بیتاب ہو گیا۔ آخری مرتبہ جب میں ڈلہوزی میں سیدہ آپا جان سے ملی۔ تو مجھے کیا معلوم تھا۔ کہ دوبارہ اس مجسمۂ نیکی کو دیکھنا نصیب نہ ہو گا۔ بلکہ ان کا مزار دیکھوں گی۔ مجھے فطرتاً ان سے بے حد محبت تھی۔ میں جب ملنے جاتی۔ تو میری یہی کوشش ہوتی۔ کہ زیادہ سے زیادہ وقت آپا جان کے پاس گذاروں۔ بڑی محبت اور شفقت سے باتیں کرتیں۔ اُن کے اوصاف حمیدہ کی تعریف میں ان الفاظ میں ہی کر سکتی ہوں۔ کہ وہ اپنی مثال آپ تھیں۔ خدا تعالے سے دعا ہے۔ کہ مرحومہ مغفورہ کی صاحبزادیوں کو توفیق دے۔ کہ ان کے نقش قدم پر چل کر اُن کی نظیر بن سکیں۔

مجھے ان کی اولاد سے اب دوہری محبت ہو گئی ہے۔ ایک وہ جو بچپن سے پہلے ہی تھی۔ دوسری آپا جان مرحومہ مغفورہ کی محبت بھی اس میں شامل ہو گئی ہے۔

خاکسار زبیدہ خانم بنت خان عبدالمجید خانصاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ریٹائرڈ کپورتھلہ

حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی وفات

حضرت میر محمد اسحاق | رضی اللہ عنہ یوم تلاق
احمدی بود و مومنِ صالح | صاحبِ علم و معدنِ اخلاق
تابعِ احمد و محمد بود | بہ علومِ کلامِ حق مشتاق
علمِ قرآن و اتباعِ سُنن | حاصلش کرد شہرۂ آفاق
میزبانِ بُد بہ لنگرِ احمد | صاحبِ علم یافتش من لاق
حامیٔ بیوہ و یتیم و غریب | بہر مسکین و میہماں منفاق
آہ آں صالحے ز دُنیا رفت | کہ بہ اوصاف نیک بُد سباق
روز آدینہ بست و یک تاریخ | ز ربیع الاول بماشد شاق

یغفر اللہ لہٗ سنِ فوتش
گفت یوسف گرفت الف ز فراق

قاضی محمد یوسف احمدی زرنی پشاور

امیر غیر مبایعین کا ایک دعویٰ حقیقت کے آئینہ میں

کیا غیر مبایعین کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل ہے؟

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین نے اپنے حال ہی کے ایک خطبہ جمعہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ :۔ "خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری مساعی مقبول ہیں۔ ہمارے قادیانی دوستوں نے بھی ہماری مخالفت میں پورا زور صرف کیا۔ اور ۱۹۱۴ء میں ایسا بھی کہا گیا۔ "لیمزقنہم" خدا ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا مگر یہ اصل میں ان کی تمنا تھی جس نے الہام کا رنگ پکڑ لیا۔ .... مگر ان کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس جماعت کی نصرت اور تائید فرمائی" (پیغام صلح یکم مارچ ۳۲ء)

آئیے! واقعات اور حقیقت کے آئینہ میں دیکھیں کہاں تک امیر غیر مبایعین کے اس دعویٰ میں صداقت پائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ "ان کی "نصرت اور تائید فرمائی"۔

۱۹۱۴ء میں غیر مبایعین کے سرکاری آرگن "پیغام صلح" میں پیہم یہ اعلانات شائع ہوئے

(۱) "آپ کے نزدیک دو ہی ایک ہو سکتے ہیں جو صاحبزادہ صاحب (مراد حضرت امیر المومنین مصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ۔ ناقل) کی بیعت میں داخل ہوں تو کیا آپ نے کثیر حصہ جماعت کو الگ کر دیا۔ یا کثیر حصہ جماعت کا مرکز وحدت سے الگ ہو گیا۔ اور تھوڑے مرکز وحدت پر رہ گئے" (پیغام صلح ۲۸ اپریل ۱۹۱۴ء)

(۲) "جن لوگوں کو شوق ہے کہ جماعت کے ایک حصہ کو فاسق قرار دیں وہ غور کریں ا[illegible] اصول کی رو سے پانچ لاکھ میں سے ساڑھے چار لاکھ سے بھی زیادہ فاسق قرار پاتے ہیں۔ بلکہ غالباً بیس آدمیوں میں سے بمشکل ایک آدمی مومن کہلانے کا مستحق ہے" (ایضاً)

(۳) "افسوس کہ مؤیدین خلافت کی تعداد کہنے کو تو دو ہزار بتلائی جاتی ہے۔ لیکن در اصل ایسے مؤیدین کی تعداد جو موجودہ خلافت کے معززات سے باخبر ہوں اس قدر کم ہے کہ جن کی تعداد چالیس مومن تو ایک طرف رہے دس کے ہندسہ تک بھی نہیں پہنچ سکتی۔ اور وہ بھی اپنے ہی گھر کے آدمی"

(پیغام صلح ۱۹ اپریل ۱۹۱۴ء)

مندرجہ بالا اعلانات ۱۹۱۴ء میں کئے گئے۔ ان اعلانات کے پورے ۲۷ برس بعد امیر غیر مبایعین نے اپنے ۱۹۴۱ء کے جلسہ سالانہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔ "آپ ایک طرف قادیان کی کثیر جماعت کو رکھیں اور دوسری طرف اس چھوٹی سی جماعت کو جو شاید اس کے سامنے آٹے میں نمک کی طرح ہے"

(ٹریکٹ خطبہ افتتاحیہ ۱۹۴۱ء)

اب ۱۹۱۴ء کے اعلانات کو ایک طرف رکھیے اور دوسری طرف ۱۹۴۱ء کا بیان پڑھیے اور اندازہ لگائیے کہ کس حد تک "اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت" غیر مبایعین کے ساتھ ہے؟ کیا تائید الٰہی کی یہی علامت ہوا کرتی ہے کہ جو پارٹی پہلے "کثیر حصہ جماعت" پر مشتمل ہو اور جو اپنے مخالفین کی تعداد "چالیس مومن تو ایک طرف رہے دس کے ہندسے تک بھی" ماننے کیلئے تیار نہ ہو۔ وہی پارٹی آج انہی مخالفین کے سامنے "آٹے میں نمک کی طرح" رہ جائے؟ اگر کامیابی اسی کا نام ہے تو یہ ہمارے غیر مبایع دوستوں کو مبارک ہو!

امیر غیر مبایعین اپنی پارٹی کی ترقی دکھانے کے لئے ہمیشہ اس کی "مالی قربانی" کو پیش فرمایا کرتے ہیں۔ لیکن اس قربانی کی حقیقت بھی خود انہی کی زبان سے سن لیجئے :۔

"مجھے افسوس ہے کہ اس اختلاف کے ساتھ ہماری جماعت میں مالی قربانیوں کی بھی پہلی سی حالت نہیں رہی .... اب ہماری مصائب اور مشکلات بڑھ گئیں۔ مگر نہ وہ تحریکیں ہیں۔ اور جو ہیں بھی تو ان میں حصہ لینے والوں کا وہ جوش باقی نہیں رہا"

(مولوی محمد علی صاحب از پیغام صلح ۲۴ جولائی ۱۹۱۶ء)

گویا تعداد کے لحاظ سے بھی غیر مبایعین ایک "کثیر حصہ جماعت" سے بدل کر "آٹے میں نمک کی طرح" رہ گئے۔ اور "مالی قربانیوں" کی بھی پہلی سی حالت نہیں رہی۔ اور اس پر دعویٰ یہ کہ "اللہ تعالیٰ کی تائید ہمارے ساتھ ہے" اگر اسی کا نام اللہ تعالیٰ کی تائید ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی تائید سے محرومی نہ جانے کیا ہے۔

حق یہ ہے کہ غیر مبایعین کا ہر قدم تنزل کی طرف جا رہا ہے۔ اور ہمارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ تازہ ارشاد ہر لحظہ پورا ہو رہا ہے کہ:۔

"مولوی محمد علی صاحب میرے مقابلہ میں اتنے نیچے ہوئے۔ اتنے نیچے ہوئے کہ اب ان کا سارا زور ہی اس بات کے ثابت کرنے پر صرف ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور وہی لوگ معزز ہوتے ہیں جو چھوٹے ہوں۔ پہلے کہا کرتے تھے کہ ہم ۹۵ فیصدی ہیں۔ اور یہ چار پانچ فیصدی ہیں اور جماعت کی اکثریت کبھی ضلالت پر نہیں ہو سکتی۔ مگر اب کہتے ہیں کہ بے شک قادیان کی جماعت زیادہ ہے اور ہم تھوڑے ہیں لیکن ان کا زیادہ ہونا ہی ان کے جھوٹے ہونے کا ثبوت ہے .... اب انہیں اپنا چھوٹا ہونا ہی اپنی صداقت کی دلیل نظر آتا ہے"

(خطبہ جمعہ الفضل ۷ مارچ ۱۹۳۲ء)

اللہ تعالیٰ غیر مبایع بھائیوں کی حالت پر رحم فرمائے اور اپنے عظیم الشان اور زندہ نشان حضرت مصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کو شناخت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

خاکسار خورشید احمد۔ بھاٹی گیٹ لاہور

جھنگ مگھیانہ میں غیر مبایعین کا جلسہ

محلہ برجی والہ مگھیانہ میں خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم نے بصرف ۱۴-۱۵ ہزار روپیہ ایک مسجد اور مہمان خانہ تعمیر کرایا ہے۔ ان عمارات کے افتتاح کے سلسلہ میں ۳۱ مارچ و یکم اپریل ۱۹۳۲ء کو ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مولوی محمد علی صاحب۔ مولوی صدر الدین صاحب شیخ عبد الحق صاحب ودیارتھی۔ اور شیخ عبد الرحمٰن مصری شریک ہوئے۔ بعد نماز جمعہ جو مولوی محمد علی صاحب نے پڑھائی۔ مولوی صاحب واپس چلے گئے اور جلسہ کی کارروائی میں شریک نہ ہوئے۔ مختصر روئداد جلسہ حسب ہے :۔

مولوی صدر الدین صاحب نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر تقریر کی اور خلاف توقع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کی پر زور تردید کی (کیونکہ سنا گیا تھا کہ کسی اختلافی مسئلہ پر تقریریں نہ ہونگی) اور جوش میں آ کر یہاں تک کہہ گئے۔ کہ میں مدعیٔ نبوت اور مرزا صاحب کو نبی ماننے والوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ آپ صرف مجدد۔ محدث یا ولی ہیں۔ وحیٔ نبوت قطعی بند ہے۔ منجملہ دیگر امور کے آپ نے سفر جرمنی۔ انگلستان اور ووکنگ مشن کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے مرزا صاحب کو یورپ میں بطور مجدد پیش کیا۔ بالآخر غیر مبایعین کے مخصوص عقائد (انکار نبوت۔ ہر کلمہ گو مومن ہے۔ وغیرہ) پیش کر کے حاضرین سے اپیل کی کہ وہ تبلیغ بیرون ہند میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ اور اس فوج میں شامل ہو جائیں۔ اس کے بعد درخواست کی۔ کہ جو اس فوج میں شامل ہونا چاہتے ہیں اپنے ہاتھ کھڑے کریں مگر کسی نے ہاتھ نہ اٹھایا۔ اس پر مولوی صاحب کی خفت کو مٹانے کے لئے سید عبد اللطیف شاہ سب جج جھنگ نے مزاحاً کہا۔ مولانا اس ضلع کے آدمی فوج کی بھرتی سے گھبراتے ہیں اسلئے فوج کا نام نہ لیں۔ آپ نے کہا۔ اچھا جو اسلام کا جھنڈا بلند کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہاتھ کھڑے کریں مگر نتیجہ بدستور رہا۔ آخرکار فرمانے لگے کہ لوگو شاید آپ خیال کرتے ہیں۔ کہ میں مرزائی ہوں اور آپکو مرزائیوں کے ساتھ شامل کرنے لگا ہوں۔ میں آپکو بتاتا ہوں۔ کہ میں مرزائی نہیں ہوں۔ آپ علیحدہ طور پر ضلع جھنگ کی طرف سے یورپ یا امریکہ میں ایک اسلامی مشن قائم کریں اور فرض تبلیغ ادا کریں

دوسرے اجلاس میں شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے ختم نبوت پر تقریر کی جملہ احادیث جو غیر احمدی علماء پیش کرتے ہیں پڑھیں۔ رک رک کر بڑے تصنع سے تقریر کرتے رہے دوران تقریر میں راقم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے ص ۲ پر عبارت "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے .... کے معنی صرف اسقدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں" خط کھینچکر ایک رقعہ کے ذریعہ مطالبہ کیا کہ اسے تمام مجمع کو پڑھ کر سنایا جائے۔

اور مہدی کا دعویٰ ان کے اپنے الفاظ میں پیش کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔ مگر باوجود وعدہ کرنے کے یہ عبارت بالکل نہ پڑھی۔

اگلے روز بعض غیر احمدیوں کے اصرار پر کہ کیوں عبارت مذکورہ پڑھ کر نہیں سنائی۔ کہنے لگے مجھے معلوم نہ تھا کہ قادیانی صاحب کا اعتراض ہے ورنہ اسے ضرور صاف کر دیتا۔ حالانکہ بندہ نے اپنے نام کے ساتھ احمدی کا لفظ اسی لئے ایزاد کر دیا تھا دوسرے دن اسی اجلاس میں مولوی صدرالدین صاحب نے پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے نبوت کے خلاف تقریر کی۔

میں نے پھر "ایک غلطی کا ازالہ" سے وہی عبارت جو مصری صاحب کو پیش کی گئی تھی ان کے سامنے پیش کی اور مطالبہ کیا کہ سامعین کو اپنی طرف سے کچھ پڑھائے یا تشریح کئے بغیر پڑھ کر سنا دیں۔ مگر ادھر ادھر کی غیر متعلق باتوں میں وقت ضائع کر دیا گیا۔ اور ابتدائی دو فقروں کے بعد اصل عبارت زیر بحث کو چھوڑ دیا گیا۔ حالانکہ اس کے پڑھنے کا پبلک کی طرف سے بھی مطالبہ ہوا۔

خان بہادر میاں غلام رسول صاحب کے مکان پر چند دیگر معززین کی حاضری میں راقم کے ساتھ مصری صاحب نے تبادلہ خیالات کیا۔ ان کے سامنے بندہ نے "ایک غلطی کا ازالہ" پیش کیا۔ کہ یہ حضرت صاحب کے دعوئے نبوت کی مکمل تشریح ہے۔ اور دیگر حوالہ جات پیش کئے جن میں الفاظ رسول۔ نبی۔ مرسل وغیرہ آئے ہیں۔ اور ایک حوالہ "لیکچر سیالکوٹ" سے پیش کیا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انبیاء کے حق ہونے کے تین معیار بیان فرمائے ہیں (۱) ضرورت زمانہ (۲) پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں (۳) تائید سماوی۔ ضرورت زمانہ ہر ایک کو مسلم ہے۔ حضرت خاتم الانبیاء کی صحیح مسلم والی حدیث میں چار دفعہ نبی اللہ کا لفظ مسیح موعود کے لئے آیا ہے اور تائید سماوی کے ثبوت میں جماعت کی ترقی اور اختلاف کے بعد قادیانی جماعت کی ترقی بیّن دلیل ہے۔ اس پر مصری صاحب نے لفظ غیر مستقل نبی اور ظلی و بروزی نبی پر زور دیا کہ ان سے مراد فقط وحی ولایت ہے۔ اور وحی نبوت قطعی بند ہے

گفتگو کے آخر میں مصری صاحب سے ان تبدیلی خیالات کی نسبت سوال کیا گیا جو ان کے اختلاف کے وقت رونما ہوئی تھی۔ تو انہوں نے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی کتب کے حوالہ جات کو بوجہ حسن ظن صحیح تسلیم کر لیا کیونکہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر عبور نہ تھا ——

مہاراشٹر میں احمدی مبلّغین کا تبلیغی دورہ

ہندوؤں کے تیرتھ امرناتھ میں تبلیغ

ہمارا وفد بمبئی سے روانہ ہو کر امرناتھ پہنچا۔ دوران سفر میں ہم کو تبلیغ کا اچھا موقع مل گیا۔ بمبئی سے معزز ہندو مسلم اصحاب جو مختلف دفاتر میں ملازم تھے ہمارے شریک سفر تھے۔ حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ اور آپ کی صداقت نیز سلسلہ کی تنظیم کے متعلق ان کو آگاہ کیا گیا۔ لوگ بہت دلچسپی سے ہمارے کلام کو سنتے رہے اور ہم کو اپنے ایڈریس دیئے۔ کہ لٹریچر مطالعہ کے لئے بھجوایا جائے۔ امرناتھ میں بہار کے چند مخلص احمدی نوجوان بسلسلہ ملازمت رہتے ہیں۔ انہوں نے بعض ہندو و مسلم معززین کو مدعو کیا۔ خاکسار نے اولاً اپنے سفر کی غرض و غایت بیان کی۔ نیز بتایا کہ اس پُر آشوب زمانہ میں دنیا کے لوگ جو مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں ایک مہاپرش کی آمد کے منتظر ہیں۔ اور سب نے یہی زمانہ بتایا ہے اور جو علامات بتائی گئی تھیں وہ سب کی سب پوری ہو گئی ہیں اور خدا نے اپنے فضل سے اس آسمانی وجود کو سرزمین پنجاب کے ایک قصبہ قادیان سے مبعوث فرمایا جس کا اسم گرامی قدر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہے۔ آپ نے تمام قوموں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میں وہ موعود ہوں۔ جس کے لوگ منتظر تھے اسی سلسلہ میں خاکسار نے ہندو مذہب کی بیان کردہ علامات بتائیں۔ بعض لوگوں نے اس سلسلہ میں سوالات کئے۔ جن کے جوابات دیئے گئے۔ حاضرین مجلس میں ایک صاحب نے مذہب کی ضرورت اور خدا کی ہستی کی بابت سوالات کئے۔ مولوی عبدالمالک صاحب نے عمدگی سے جواب دیئے۔ ہم وہاں کے بعض اور مسلم اصحاب سے ملے اور تبلیغ کی۔

پونا میں تبلیغ

پھر ہم پونا گئے۔ آنند آشرم میں پہنچے۔ جہاں مہاراشٹر کے مشہور پنڈت رہتے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ بھگوان کرشن نے گیتا میں اپنے دوبارہ آنے کی خبر دی ہے۔ وہ کب آئیں گے؟ پنڈت صاحب نے فرمایا آپ کو اس سے کیا تعلق جو آپ ان کے دوبارہ آنے کی بابت دریافت کرتے ہیں — ہم نے بتایا۔ کہ بانئے اسلام نے ہم کو تعلیم دی ہے اور ایشور کا جو گیان قرآن کریم آپ پر اترا اس میں یہ تعلیم موجود ہے کہ ہر قوم میں ہم نے نبی بھیجے اور کرشن بھی اپنے زمانہ کے نبی تھے پنڈت صاحب نے فرمایا کہ یہاں کے مسلمان تو یہ مانتے نہیں آپ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ ان کو قرآن کریم سے یہ آیت نکال کر دکھائی اور ایک غیر احمدی صاحب کو بلا کر ان سے ترجمہ پڑھوایا۔ اس پر ان کو کچھ تسلی ہوئی۔ فرمانے لگے کہ آپ تمام مسلمانوں کو کیوں یہ نہیں بتاتے۔ ہم نے کہا ہم تو ہندو اور مسلمان سب کو بتاتے ہیں۔ خاکسار نے پھر اپنے سوال کو دہرایا۔ تو پنڈت جی کہنے لگے کہ بھگوان کے آنے کا تو یہی سمے ہے۔ ممکن ہے کہ وہ پیدا ہو گئے ہوں اور ظاہر نہ ہوئے ہوں۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہمارا راج وہ ظاہر ہو چکے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ ان کو ہم کس طرح پہچان سکیں گے۔ پنڈت جی نے فرمایا کہ ان کو پہچاننا کٹھن ہے۔ لیکن نشش ذرا اودھم کرے تو پہچان لے گا۔ خاکسار نے بتایا۔ کہ قادیان نگر میں آپ وہ پرگھٹ ہو چکے ہیں اور جو علامتیں بتائی گئی ہیں۔ وہ سب پوری ہو چکی ہیں۔ اس پر وہ حیران ہو کر پوچھنے لگے۔ کہ ہم کو تو ابھی تک پتہ نہ لگا۔ اس پر حضرت اقدس کے دعوے کی بابت ہندی میں جو کتاب لکھی تھی۔ مطالعہ کے لئے دی گئی۔ مہاراشٹر کے نام ایک پیغام ٹریکٹ بیس ہزار کی تعداد میں چھپوایا تھا۔ جو اس علاقہ کے مختلف مقامات پر تقسیم کیا۔ اس میں حضرت اقدس کے دعویٰ سے لوگوں کو مطلع کیا گیا ہے۔

ہم وہاں کے مقامی احمدی احباب سے بھی ملے۔ اور خان صاحب میراں بخش صاحب کی کوٹھی پر ہم نے قیام کیا۔ خلیفہ علیم الدین صاحب نے شام کو ہماری دعوت کی۔ وہاں ہم سکھوں کے گوردوارہ میں گیانی صاحب کے ہمراہ گئے۔ اور چند سکھ صاحبان سے گیانی صاحب نے گفتگو کی۔ وہاں پر گیانی صاحب جو متعین ہیں انہوں نے کہا کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں۔ گیانی صاحب نے کہا کہ ہم پرگنہ بٹالہ سے جس کی بابت باوا صاحب نے پیشگوئی کی تھی کہ وہاں پر "پورا گرو" ظاہر ہوگا۔ قادیان نامی بستی ایسے جہاں پر وہ پورا گرو ظاہر ہو چکا ہے۔ آگے ہیں گیانی صاحب نے کہا میں جانتا ہوں کہ قادیانی لوگ غلط باتیں کرکے پرچار کرتے ہیں جب انہیں جنم ساکھی کا حوالہ دیا گیا۔ تو انہوں نے انکار کیا اور ایک جنم ساکھی لے آئے۔ جس کے حاشیہ پر لکھا تھا کہ پرگنہ بٹالہ کی پیشگوئی اس میں بعض لوگوں نے ملا دی تھی وہ نکال دی گئی ہے۔ ہم نے کہا یہ ملانے والے کون تھے۔ جنم ساکھی تو حضرت مرزا صاحب کی پیدائش سے بہت قبل لکھی گئی۔

دوسرے دن اتوار کو گرجا میں گئے۔ جہاں مولوی عبدالمالک صاحب نے بیان کیا کہ یہود نے حضرت مسیح کے انکار کی ایک وجہ یہ بھی پیش کی تھی۔ کہ ہم ایلیاہ نبی کی آمد کے منتظر ہیں۔ وہ ابھی تک نہیں آیا۔ اس لئے ہم تمہیں کس طرح مان لیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ کے متعلق فرمایا کہ یہی ایلیا ہے۔ جس نے آنا تھا۔ لیکن یہودیوں نے اس تاویل کو قبول نہ کیا۔ آج مسیحی دنیا پھر بعینہٖ منتظر ہے۔ کہ خود مسیح آسمان سے اتر آئیں گے کیوں نہ سمجھا جائے کہ ان کی خو بو پر ان کا ہمنام پیدا ہوگا۔ اگر یہ کہو کہ خود وہی مسیح آئیں گے تو یہودی بھی تو یہی کہتے تھے کہ وہی ایلیا آسمان سے آئے گا۔ اور مسیح کے فیصلے کو جیسے انہوں نے رد کیا۔ ویسے ہی آپ لوگ رد کرتے ہیں۔ اس سوال کے جواب چار پانچ پادریوں نے باری باری دیئے لیکن مولوی صاحب نے جب ان پر جرح کی تو وہ سب مکمل جواب نہ دے سکے۔ آخر وہ ایک امریکن لیڈی مس فلر شپ ہیں دلّا کیونیٹ اسٹریٹ پونا کے پاس لے گئے۔ بہت سے عیسائی نوجوان اور بعض مسلمان ہمارے ساتھ تھے۔ ان کے سامنے سوال رکھا گیا۔ وہ جو جواب دیں جرح کرکے اسکو توڑ دیا گیا۔ تو آخر کہنے لگیں کہ میں پادریوں کی ایک کمیٹی کے سامنے یہ سوال رکھوں گی اور پھر آپ کو جواب بھیجوں گی۔ جو مسلمان ہمارے ہمراہ تھے بہت متاثر ہوئے اور انکو تبلیغ کا موقع مل گیا۔ خاکسار مہاشہ محمد عمر ۱۹ مارچ ۴۴ء

وصیتیں

نوٹ: وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر کو اطلاع کردے۔ (سکرٹری مقبرہ بہشتی)

نمبر ۸۳۱۴ منکہ چودھری نعمت اللہ خان شریف ولد چودھری ظفر اللہ خان صاحب قوم جٹ ہندل پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن بہلولپور چک ۱۲۷ رکھ برانچ ڈاک خانہ خاص ضلع لائلپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳/۲/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد محترم بفضلہٖ خدا زندہ ہیں۔ میری اس وقت ماہوار آمد مبلغ ۴۲۰/- علاوہ منہائی انکم ٹیکس ہے۔ میں اس آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ اپنی ماہوار آمد کی کمی بیشی کے متعلق صدر انجمن احمدیہ قادیان کو اطلاع دیتا رہوں گا۔ اور اس کے مطابق دسواں حصہ آمد ادا کروں گا۔ میرے مرنے کے وقت اگر کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لیکن اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کروں اور اس کا دسواں حصہ اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کردوں تو اس جائیداد کو میری موت کے بعد دسویں حصہ کی ادائیگی سے مستثنیٰ سمجھا جائے۔

العبد: سیکنڈ لفٹیننٹ نعمت اللہ خان شریف جبل پور ریٹ آئی۔ اے۔ او۔ سی۔ ٹریننگ سنٹر
گواہ شد: حمید احبیب اللہ خان چوہدری
گواہ شد: سیکنڈ لفٹیننٹ چوہدری عبد اللہ مہار موصی جبل پور

نمبر ۸۳۱۵ منکہ محمود احمد ولد چودھری غلام محمد صاحب قوم گوجر پیشہ کاشتکاری۔ عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی ساکن مکیانہ ڈاکخانہ لالہ موسیٰ ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۳/۲/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت نو بیگہ زمین موروثیت میرے قبضہ میں ہے جس کی کل قیمت ۲۰۰/- فی بیگہ کے حساب سے مبلغ ایک ہزار آٹھ سو روپیہ ہوتی ہے چونکہ زمین بارانی ہے اس لئے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت مبلغ ۱۸۰/- روپے ہوتی ہے اس کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف کرتا ہوں اور ان شاء اللہ جلد ہی ادا کردوں گا۔ اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کو دیتا رہوں گا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ چونکہ میں ملازم ہوں اور اس وقت میری آمد ملازمت ۳۵/- روپے ماہوار ہے۔ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ماہوار صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ اگر میں کوئی روپیہ اس جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں جمع کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائے گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف ہوگی۔

العبد محمود احمد وصیت کنندہ بقلم خود
گواہ شد: فیض احمد برادر موصی
گواہ شد: برکت علی خان سکرٹری بھلیسر
گواہ شد: دیوان علی بقلم خود

نمبر ۸۳۱۰ منکہ مبارک احمد ولد میاں محمد یامین صاحب قوم راجپوت پیشہ زرگری عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن چک باوا گھمنڈ داس ڈاک خانہ سیدوالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۲/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کل جائیداد اس وقت ۱۴۰۰/- روپیہ ہے یہ تفصیل ذیل درج کرتا ہوں:۔

ایک کنال زمین قادیان محلہ دارالبرکات شرقی متصل باغیچہ یحییٰ خان صاحب مرحوم قیمتی ۸۵۰/- روپے کی ہے۔ اور ایک مکان رہن رکھا ہوا ہے۔ مبلغ ۳۰۰/- روپیہ دیگر پاکپتن میں ہے اور باقی اڑھائی صد روپیہ کا چاندی سونا موجود ہے اور میری ماہوار آمدنی ۵۰/- روپے ماہوار ہے۔ آج میں بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اس کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی زندگی میں اپنی مذکورہ جائیداد کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان میں داخل کردوں گا۔

العبد: مبارک احمد موصی۔
گواہ شد: محمد الدین احمدی بقلم خود برادر موصی۔
گواہ شد: روشن دین پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ پنڈی چیری۔

وی پی وصول فرمالیں

جن اصحاب کا چندہ ۲۰ اپریل ۱۹۴۴ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے اور جن کی طرف سے ۹ اپریل تک رقم وصول نہ ہوئی تھی۔ ان کے نام وی پی ارسال کئے جا چکے ہیں۔ احباب سے گزارش ہے کہ وصول فرما کر ممنون فرمائیں۔ ان دنوں الفضل میں حضرت امیر المومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ملفوظات طیبہ شائع ہو رہے ہیں احباب کو چاہیئے کہ اس حقیقی روحانی مائدہ سے مستفید ہونے کے لئے وی پی وصول کریں۔

منیجر الفضل

دہلی ۱۹ اپریل۔ آسام۔ برما کے محاذ کے متعلق اعلان میں بتایا گیا ہے کہ امپھل کے جنوب میں ٹیڈم۔ روڈ پر کوئی خاص سرگرمی دیکھنے میں نہیں آئی۔ بشن پور کے علاقہ میں ایک پہاڑی پر زور سے لڑائی ہو رہی ہے۔ امپھل کے میدان کے شمال مشرق میں اتحادی فوج ٹینکوں کی مدد سے کچھ اور آگے بڑھ گئی۔ اور تین چوکیوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ کوہیما کے علاقہ میں لڑائی کی حالت میں کوئی ادل بدل نہیں ہوا۔ اراکان میں گشتی دستے سرگرم رہے۔ دشمن کے ایک چھاپہ مار دستہ نے مایو کی پہاڑیوں میں ایک سڑک پر پہنچنے کی کوشش کی۔ مگر اسے پیچھے ہٹا دیا گیا۔ منگاڈو کی وادی میں اتحادی فوج کی پیش قدمی جاری ہے۔ اتحادی بمباروں نے مانڈلے شوا بیو ریلوے لائن پر حملہ کیا۔ اور آدھ آدھ میل پر دو دو بم برسائے۔

لنڈن ۱۹ اپریل۔ کل ایک ہزار سے زائد بمباروں نے فرانس میں دشمن کے ٹھکانوں پر حملہ کیا۔ اور چینل کی بندرگاہوں کو پیرس سے ملانے والی لائنوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا۔ آج صبح ۷۵۰ امریکن طیاروں نے پھر حملہ کیا۔ اٹلانٹک کے کنارہ اتحادی فوجوں کے اترنے کے خطرہ کے پیش نظر لوگوں کو خبردار کرنے کے لئے جرمنوں نے ایک نیا ریڈیو سٹیشن قائم کیا ہے۔ جو لوگوں کو نصیحت کرتا رہتا ہے کہ انہیں چوکس رہنا چاہیئے۔ اور ۱۹۱۸ء والی حالت پیدا نہ ہونے دینی چاہیئے۔

لنڈن ۱۹ اپریل۔ اٹلی میں انزیو کے محاذ پر اتحادی فوج نے دشمن کے چار حملوں کو کامیابی سے روک کر اسے پیچھے ہٹا دیا۔ اور اس کے دائیں بازو کے اندر گھس کر بعض سپاہی قید کر لئے۔ اور دوسرے مورچوں پر گشتی سرگرمیاں اور گولہ باری جاری رہی۔

ماسکو ۱۹ اپریل۔ روسی فوجیں سیبسٹاپول پر آخری حملے کے لئے شہر کے گرد اپنا گھیرا تنگ کر رہی ہیں۔ روسی توپیں شمال مشرق کی طرف سے بندرگاہ پر گولے برسا رہی ہیں۔

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

واشنگٹن ۱۹ اپریل۔ امریکن بمباروں نے سالومنز میں نیو آئرلینڈ اور نیو برٹن میں جاپانی ٹھکانوں کی خبر لی۔ سڑک پر بھی زور کا حملہ کیا گیا۔

لنڈن ۱۹ اپریل۔ اخبارات کی اطلاع یہ ہے۔ کہ جرمنی کے پاس اس وقت بھی ۵۵ لاکھ اول درجہ کی فوج موجود ہے۔ جنگ کے آغاز میں جرمنی کے پاس پچاس لاکھ فوج تھی۔ اتحادی اطلاعات کے مطابق نازیوں نے اس عرصہ میں ۳۷ لاکھ ۲۴ ہزار آدمی نئے بھرتی کئے ہیں۔

لنڈن ۱۹ اپریل۔ اٹلی کی وزارت اطلاعات نے اعلان کیا ہے۔ کہ شاہ وکٹر نے بڈوگلیو گورنمنٹ کا استعفےٰ منظور کر لیا ہے۔ اور ایک نئی وزارت بنانے کی کوشش ہو رہی ہے جس میں تمام پارٹیوں کے نمائندے ہوں۔

لنڈن ۱۹ اپریل۔ پارلیمنٹ میں گورنمنٹ کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ گذشتہ سال ترکی سے برطانیہ کو ۷۰ ہزار ٹن اور جرمنی کو ۴۷ ہزار ٹن کروم بھیجا گیا تھا۔ مگر اس سال برطانیہ کو صرف ۱۵ ہزار ٹن بھیجا گیا ہے۔ جرمنی ترکوں کو اسلحہ بہم پہنچا رہا ہے۔

بمبئی ۱۹ اپریل۔ آتشزدگی کی وجہ سے جن لوگوں کو نقصان پہنچا ہے۔ ان کی امداد کے لئے اپیل کی غرض سے گذشتہ شب جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں ساڑھے چار لاکھ روپیہ چندہ جمع ہو گیا۔

لاہور ۱۹ اپریل۔ حکومت نے جو فوڈ ایڈوائزری بورڈ قائم کیا ہے۔ اسکے پہلے اجلاس میں ممبروں نے یہ رائے ظاہر کی۔ کہ بالغ کے لئے آدھ سیر اور نابالغ کے لئے ایک پاؤ آٹا بالکل ناکافی ہے۔ محنت کش لوگوں کے لئے خصوصی راشن کی تجویز پیش کی گئی۔ اس بورڈ کے صدر سردار بلدیو سنگھ وزیر سول سپلائز ہیں۔

سلہٹ ۱۹ اپریل۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے امتناعی احکام کے باوجود یوم جلیانوالہ باغ منانے کی وجہ سے آسام کی جمعیۃ العلماء کے آٹھ علماء کو گرفتار کیا ہے۔

بمبئی ۲۰ اپریل۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ گاندھی جی کا بخار ٹوٹ چکا ہے۔

لنڈن ۲۰ اپریل۔ پارلیمنٹ میں حکومت کے ایک نمائندہ نے کہا۔ کہ ترکی کو جو عرضداشت برطانیہ اور امریکہ کی طرف سے بھیجی گئی ہے۔ امید ہے۔ کہ اس کا خاطر خواہ اثر ہوگا۔ اور وہ جرمنی کو کروم بھیجنا یا تو بالکل بند کر دیگا۔ یا اس کی مقدار بہت قلیل کر دیگا۔

کلکتہ ۱۹ اپریل۔ امریکن ایئر فورس کے ہیڈ کوارٹرز دہلی سے کلکتہ میں منتقل کر دئے گئے ہیں۔ اس سے اتحادیوں کی لڑائی کا مرکز ایک ہزار میل زیادہ قریب ہو گیا ہے۔

واشنگٹن ۱۹ اپریل۔ کرنل ناکس کے ایک بیان سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا رہا ہے۔ کہ امریکن افواج جزائر کورائل پر عنقریب حملہ کرنے والی ہیں۔

دہلی ۲۰ اپریل۔ گذشتہ ہفتہ جزائر مارشیس اور ری یونین میں بڑے زور کا طوفان آیا۔ آندھی کی رفتار ایک سو میل فی گھنٹہ تھی۔ مارشیس میں ٹلی کی آدھی سے زیادہ فصل اور گنے کی دس پندرہ فیصدی فصل تباہ ہو گئی ہے۔ ری یونین میں بہت نقصان ہوا۔

مدراس ۲۰ اپریل۔ سیلون میں ہندوستان کے نمائندے مسٹر اینے کل یہاں پہنچے۔ اور ایک بیان میں کہا۔ کہ ہندوستان اور لنکا کے تعلقات کو مزید مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔

کلکتہ ۲۰ اپریل۔ بنگال گورنمنٹ نے کاشتکاروں کو مویشی خریدنے کے لئے قرض دینے کی غرض سے پچاس لاکھ روپیہ منظور کیا ہے۔

کراچی ۲۰ اپریل۔ سندھ گورنمنٹ نے حکومت ہند کی درخواست پر دس ہزار ٹن چاول اور بہت سا گیہوں بمبئی بھیجنا منظور کیا ہے۔

بوڈاپسٹ ۲۰ اپریل۔ ہنگرین ریڈیو نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہنگری کے چیف آف جنرل سٹاف کو برخواست کر دیا گیا ہے۔

لنڈن ۲۰ اپریل۔ لارڈ چیٹفیلڈ نے ایک بیان میں کہا۔ کہ اب دشمن ہمارے ایک بیڑا جہازوں کے قافلہ میں سے صرف ایک جہاز غرق کر سکتا ہے۔ جاپان کے خلاف زیادہ سرگرمی سے کارروائی کرنے کی سکیم بنائی جا رہی ہے۔

بمبئی ۲۰ اپریل۔ آتشزدگی کے نتیجہ میں مرنے والوں کی تعداد ۳۴۷ تک پہنچ چکی ہے۔

لنڈن ۲۰ اپریل۔ دریائے ڈینیوب میں برطانی طیاروں نے اٹلی کے اڈوں سے اڑ کر جو سرنگیں بچھائی تھیں۔ ان کے نتیجہ میں تیس جہاز غرق ہو گئے۔ اور رومانوی و بلغارین جہازی کمپنیوں نے کاروبار بند کر دیا ہے۔

دہلی ۲۰ اپریل۔ برما آسام کے محاذ پر دوشنبہ کو تین جاپانی چوکیوں پر جب قبضہ کیا گیا۔ تو دشمن کا بہت سا سامان بھی ہمارے ہاتھ آیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ دشمن کو رسد کا انتظام کرنے میں سخت مشکل پیش آ رہی ہے چھوٹی چھوٹی لڑائیاں کئی جگہ ہو رہی ہیں۔

نیویارک ۱۹ اپریل۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ امریکن بیڑا فلپائن اور فارموسا کی طرف بڑھنے والا ہے۔ اور بحر ہند میں مقیم برطانی بیڑا سنگاپور کی طرف۔ گویا جاپانیوں پر زبردست حملہ ہونے والا ہے۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے ہیڈ کوارٹرز کے لنکا منتقل ہونے کو بھی بڑی اہمیت دی جا رہی ہے۔ جنگی نامہ نگاروں کو اب نئی سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہیں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ جاپانیوں کے خلاف بڑا زبردست اقدام ہونے والا ہے۔

ماسکو ۱۹ اپریل۔ سوویٹ ریڈیو کا بیان ہے۔ کہ یوکرین کی لڑائی میں ایک ہفتہ کے اندر ڈیڑھ لاکھ جرمن فوجی افسر ہلاک کئے گئے۔ دو تین سو ہوائی جہاز اور دو ہزار ٹینک بھی دشمن سے چھینے گئے ہیں۔

لنڈن ۱۹ اپریل۔ بی بی سی نے اہل فرانس کو مشورہ دیا ہے کہ چونکہ ہو سکتا ہے۔ فرانس پر ایسا وقت آئے۔ کہ سول آبادی کو خوراک نہ مل سکے۔ اسلئے لوگوں کو چاہیئے کہ زیادہ زیادہ مقدار میں اناج جمع کر لیں۔ نیز کہا کہ جن لوگوں کے پاس ریڈیو سیٹ ہیں وہ ہماری ہدایات کو غور سے سنا کریں۔ کیونکہ کسی وقت بھی ان کے سیٹ ضبط ہو سکتے ہیں۔